اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارھویں اسمبلی / پانچواں بجٹ اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 25/جون 2024ء بمطابق ۱۸/ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2024-25ء پر اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث۔	04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز منگل مورخہ 25/جون 2024ء بمطابق ۱۸/ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ ۔

بوقت سہ پہر 04:30 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۲۹﴾

﴿پارہ نمبر ۱۱ سُوۡرَةُ التوبة آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹﴾

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر مُنہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

جنابِ اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰه. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ. فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. جی سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار مسعود خان لونی صاحب اور جناب سنجے کمار صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جنابِ اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جنابِ اسپیکر: آج کی نشست میں سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2024-25ء پر بحث کے لیے ذیل اراکین کے نام موصول ہوئے ہیں۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب اور جناب خیر جان صاحب کے نام موصول ہوئے ہیں۔ رحمت صالح بلوچ صاحب آپ بحث کا آغاز کریں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you جنابِ اسپیکر۔مَیں اپنی بحث کا آغاز اس چھوٹی شاعری سے کروں گا:

یہ اور بات ہے کہ آندھی ہمارے بس میں نہیں
مگر چراغ جلانا تو اختیار میں ہے

جنابِ اسپیکر! بجٹ 2024-25ء کے حوالے سے مَیں کوشش کروں گا کہ مختصر بات کروں، ظاہر ہے بجٹ پیش ہونے کے بعد یا بجٹ جب پیش ہوتا ہے ایک بہتری کی اُمید ہوتی ہے تمام حلقوں میں، علاقوں میں، پورے صوبے میں۔اور یہ ہوتا ہے کہ تما ڈسٹرکٹ میں کوشش ہوتی ہے کہ بنیادی چیزوں کو address کیا جائے۔لیکن جو بجٹ پیش ہوا ہے، دیکھیں قائد ایوان کی نیت پر ہمیں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ اُن کی ایک کوشش ہے کہ مَیں بہتری لاؤں لیکن افسوس کی بات ہے کہ صوبے میں جو کئی دہائیوں سے مشکلات ہیں اُن کے حل کے لیے ایک مضبوط اور ایک بنیادی پالیسی کی ضرورت ہے۔ بجٹ میں جو مَیں نے ساری چیزوں کو دیکھ لیا ہے جنابِ اسپیکر! 2024-25 کے بجٹ میں ایسی کوئی اجتماعی اسکیم نہیں ہے جو کہ اِس صوبے کے نام سے میگا پروجیکٹ سے جانی جائے۔ جو کہ کوئی ایسا اجتماعی میگا پروجیکٹ ہوگا جس سے صوبے کے عوام اور لوگوں میں۔۔ مائک خراب ہے میری آواز ویسی ہی بڑی آواز ہے۔لوگوں میں ایک بہتری آئے گی جناب والا! اگر آپ دیکھیں overall صوبے کی اجتماعی مشکلات کو، دیکھیں سب سے پہلے جو بدامنی ہے ایک انتہائی گھمبیر صورتحال ہے آج پتہ نہیں مَیں صوبائی بجٹ کے علاوہ اگر وفاقی بجٹ پر نظر ڈال دوں تو بلوچستان یکسر نظر انداز ہے وفاق سے۔ اسپیکر صاحب! آج ایسا feel ہو رہا ہے کہ اِس صوبے کو اِس ملک کا حصہ سمجھا ہی نہیں جا رہا ہے کیونکہ آپ اگر interior میں جائیں صوبے کے آپ کو بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں Government State Writ نظر

نہیں آرہی ہے ایک عجیب صورتحال ہے ایک عجیب مایوسی ہے غربت بے روزگاری ان مشکلات نے کمر توڑ کر رکھ دی ہے جو ایک بے جا مہنگائی پھر بے روزگاری کی وجہ سے پورا youngester جو نوجوان نسل ہے وہ مایوسی کا شکار ہے۔ اور پھر ہمارے اداروں کی طرف سے جہاں نوجوان جاتے ہیں چاہے تعلیمی ادارے ہوں مَیں آج واضح کروں کہ اُس کی وجہ سے وہ نوجوان مایوس ہو کر وہ کوشش کرتے ہیں وہ پہاڑ کے رُخ کو زیادہ اختیار کر رہے ہیں بجائے BA, B.Ed کہ وہ یہاں مطمئن ہوں۔ آیا سوال یہ ہے کہ اِس غیر یقینی کیفیت کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے یہ اُس وقت ختم ہوگی کہ مضبوط political commitment ہونی چاہیے۔ otherwise آج صوبے کی صورتحال کو آپ دیکھو گے تو یہاں کوئی بھی بندہ اپنے لیے کوئی نجات دہندہ اُس کو نظر نہیں آتا سوائے مایوسی کے۔ جناب والا! کوئٹہ کراچی، کوئٹہ جو دارلحکومت ہے آپ یہاں سے ژوب اسلام آباد یا ڈیرہ غازی خان والی روڈ یہ ساری چیزوں کو دیکھیں وفاق کی طرف سے صرف طفل تسلیاں۔ ابھی recently زمیندار ایکشن کمیٹی کے ممبر کے طور پر میں سی ایم صاحب کے ساتھ گیا تھا بلکہ یہ ہماری تیسری ملاقات تھی پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ جو south package ہے یا دوسرے جو میگا پروجیکٹ ہیں صوبے کے وفاق کے حوالے سے برملا کہنے کے باوجود اور PM کی یقین دہانی کے باوجود آج صفر ہے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں یہ زیادتی گزشتہ 75 سالوں سے جو جاری ہیں یہ کوئی اچھا تاثر نہیں ہے۔ اور پھر یہاں کے لوگوں کے دلوں میں جو ایک نفرت ہے اس نفرت کو ختم کرنے کے لیے آج بھی مَیں کہوں کہ یہ بجٹ کچھ بھی نہیں ہے ہمیں اُن بنیادی چیزوں پر مضبوطی سے commitment کے ساتھ نظر ڈالنی چاہیے address کرنی چاہئے جس سے ایک تبدیلی آئے جس سے ایک چینج آئے۔ جناب اسپیکر! مَیں گوش گزار کروں آپ کے سارے معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں کیبنٹ کے دوست، دیکھیں بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں نظر کرم بالکل بارش کی طرح پڑی ہے اور وہاں زیادہ تر آپ کی PSDP کا زیادہ حصہ اُن علاقوں کی طرف ہے اور ایسے علاقے ہیں جیسے مَیں آپ کو ایک روڈ کا بتاؤں جہاں ایک روڈ PSDP میں۔۔۔

جناب اسپیکر: مَیں تھوڑی سی interruption کروں گا، ہمارے معزز مہمان سابق ڈپٹی چیئرمین سینٹ سلیم مانڈوی والا کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! ہم تمام ایوان کی طرف سے سلیم صاحب کو welcome کہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: Ex-Senator روزی خان صاحب آئے ہوئے ہیں ان کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں، جمالی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی ہاؤس کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! دیکھیں ہماری بنیاد کو اگر ہم نوجوان نسل کو بچانا چاہتے ہیں اپنے future کو، اِس

صوبے کو آباد دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں سب سے پہلے اپنے تعلیمی اداروں کو زیادہ ترجیح دینی چاہیے، لیکن ایسی اسکیمیں PSDP میں ڈسٹرکٹ کیچ کی ایک اسکیم ہے، مَیں واضح کروں بلوابلور 22 کلومیٹر ایک روڈ ہے اس کے لیے اڑھائی ارب روپے۔ اور اُس روڈ سے میرا علاقہ ہے میرا ڈویژن ہے سال میں 20 گاڑیاں نہیں گزریں گی۔ کہنے کا یہی مقصد ہے کہ جو ترجیحات ہیں اِس حکومت کی اُس نے اپنی ترجیحات سے ہٹ کے اسکیمیں دی ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ یہاں کے تعلیمی اداروں کو جو ہماری یونیورسٹیز ہیں وہ بند ہونے جارہی ہیں۔ آج ہم اُن کو زیادہ focus کریں اور جہاں یونیورسٹی جو new born universities ہیں وہاں زیادہ اِن کو فنڈنگ کرنی چاہیے، اُن کو فنڈنگ ہی نہیں کی ہے۔ جہاں وہ آگے جا کر اپنے، جیسے میں اپنی پنجگور مکران یونیورسٹی کا بولوں اُس کی NOC ابھی issue ہوئی ہے 20 دن پہلے اب وہ اپنے باقی شعبہ جات کو کھولے گی لیکن وہاں نہ ہونے کے برابر ہے فنڈ نہیں دیئے ہیں اِسی طرح مَیں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آپ اگر جائیں گے تو آپ کو صرف shelterless schools وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں، جو کہ departmental اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کئی بار address کیئے گئے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج جہاں ہمارے بچوں کو پڑھنے کے لیے چھت نہیں ہے ہم اُن اسکیموں کو ترجیح نہیں دے رہے ہیں۔ اِسی طرح آپ کالجز سیکشن میں دیکھیں سر! 500 posts منسٹر فنانس اعلان کر رہا ہے آپ کہاں تقسیم کریں گے؟ آپ کن کن اضلاح میں دیں گے؟ دیکھیں ہماری بدقسمتی یہ کہ اِس صوبے میں کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: وہ روڈ کون سی تھی صالح صاحب! جس کا آپ نے ذکر کیا؟

میر رحمت علی صالح بلوچ: جی؟

جناب اسپیکر: جس روڈ کا ذکر آپ نے کیا ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: وہ سر! بلور کولوہ ڈسٹرکٹ کیچ کا ایریا ہے۔ جو کہ ڈھائی ارب صرف اِس روڈ کیلئے جو 22 کلومیٹر ہے۔ مَیں آپ کو PSDP نمبر بھی بھیجتا ہوں سارا بھیجتا ہوں آپ دیکھ لیں۔ تو یہ کہنے کا مقصد ہے، دیکھیں ناں ہمیں جو مایوسی آج جو نفرت تھی جو غیر یقینی کیفیت ہے سب سے بڑی وجہ بے تعلیمی بیروزگاری ہے۔ دیکھیں آج روزگار پر اگر یہ حکومت focus نہیں کرے گی تو روزگار کے ذرائع مہیا کرے۔ گو کہ مَیں اِس بات کو appreciate کرتا ہوں جو دو سال کے اندر اندر 30 ہزار بچوں کے لیے جو آپ کے NAVTTC اور دوسرے ڈیپارٹمنٹ جو صوبہ اُس کے ساتھ مشترکہ public private partnership پر کر رہا ہے 30 ہزار بچوں کو skill development یہ میں appreciate کرتا ہوں اِس پروگرام کو لیکن شرط یہ ہے کہ اِس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ ابھی recently گزشتہ دِنوں میں سی ایم صاحب نے خود اِس کا inauguration کیا تھا مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انقلاب ہے ایک ایک تبدیلی

لائے گی لیکن ہمیں عملدرامد کرنا چاہیے لیکن اُس سے پہلے جب ہم history کو اُٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہمیں خوف آتا ہے۔ جناب اسپیکر! اِس صوبے میں ذرائع معاش کیا ہے؟ آج میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ صوبے میں کہیں پر بھی کوئی فیکٹری نہیں ہے ایک خود ساختہ ذرائع معاش وہ ہماری بارڈری پٹی ہے ایریا ہے۔ دُنیا کا مسلمہ قانون ہے جہاں لوگ بارڈر ایریا میں رہتے ہیں وہ financially well sound ہوتے ہیں لیکن آپ آج یہ پورے 770 کلومیٹر بارڈری پٹی کو لے لیں جہاں ایک خود ساختہ روزگار تھا وہ بھی قبضے میں ہے وہ بھی آج مقامی لوگوں کو آزادانہ طور پر کاروبار کرنے نہیں دیا جارہا ہے۔ گوادر سے لے کر جیونی، مند سے لے کر پنجگور، ماشکیل، تفتان، چمن تک آجائیں تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت کو اِن چیزوں کو سختی سے address کرنا چاہیے۔ اب اگر ایک situation کو ماحول کو ہم دیکھیں۔ اب دیکھیں ناں سی ایم صاحب نے کئی دفعہ یہ اعلان کیا ہے کہ جی میں امن وامان کو بحال کروں گا میں ایجوکیشن اِداروں کو فعال کروں گا میں صحت کے اداروں کو فعال کروں گا مَیں یہ گزارش کروں گا کہ اِن پر سی ایم صاحب موجودہ حکومت ایک سخت نوٹس لے لے کیونکہ ہم ایک warzone میں ہیں جس زون میں ہم رہ رہے ہیں جہاں proxy war ہے اُس proxy war کے مقابلے کے لیے آپ کو alternate کیا کرنا ہے اُن چیزوں پر جانا پڑے گا۔ آج اُن بنیادی چیزوں کو ہمیں address کرنا پڑے گا جہاں خود ساختہ روزگار ہیں ہم لوگوں کو بھرپور انداز میں روزگار کرنے دیں تو یہی مایوسی کم ہو جائے گی۔ آج آپ کا جو سرمایہ کاری ہے اِس صوبے میں کوئی آنے کے لیے تیار نہیں ہے آج آپ second phase CPEC کا لے لیں آج آپ کا partner ہے یہ آپ کا بنیادی تاریخی دوست ہے میرے خیال میں China بھی ذہنی حوالے سے تیار نہیں ہے کہ میں بدمنی کی وجہ سے نہیں آسکتا ہوں۔ اِسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہم اُن چیزوں کو address کریں جہاں یہاں کا مقامی باشندہ، سر! وہ بیروزگار ہے آج المیہ یہ ہے کہ آپ جائیں حب چوکی میں جتنی فیکٹریز ہیں وہاں ایک بھی آپ کو مقامی بندہ نہیں ملے گا۔ آج گوادر انٹرنیشنل ایئرپورٹ بنا ہے۔ وہاں کا چپڑاسی کہاں سے بھرتی ہو کے آیا ہے؟ آپ جا کے دیکھ لیں آپ گوادر پورٹ کے اندر دیکھیں آیا ہمارے مقامی لوگ چپڑاسی fourth class کی posts یہ چیز بھی نہیں کر سکتے؟ تو کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ہم نے کئی بار یہاں پہ resolution پاس کروائیں کہ حب چوکی انڈسٹریل ایریا ہے ایک تجارتی زون ہے لہٰذا وہاں کے بینک سے لے کر فیکٹری تک وہ مقامی لوگوں کو ترجیحی بنیادوں پر بھرتی کریں۔ پورا ایک حب ہے ایک gateway ہے، پورا میرے خیال میں بلوچستان حب میں آباد ہے وہیں آپ کو مختلف علاقوں کے لوگ ملتے ہیں لیکن آج بدقسمتی سے یہ ذرائع بند کیے جا رہے ہیں۔ تو لہٰذا جناب اسپیکر! مَیں یہی suggest کروں گا کہ اِن چیزوں پر موجودہ حکومت address کرے۔ دوسری بات یہ کہ ہم نے کل جو واک آؤٹ کیا تھا وہ سر! اس بنیاد پہ تھا جن حلقوں کو PSDP سے فنڈ دیا جاتا ہے وہ بڑے

پروجیکٹ نہیں ہوتے وہ درمیانہ پروجیکٹ ہیں اُن کو 100% فنڈنگ کی جاتی ہے لیکن یہاں پر آپ دیکھیں کہیں 30 % ہے کہیں 25% ہے کہیں 40% ہے مَیں یہ اُمید کروں گا میں نے پہلے واضح کیا تھا کہ قائد ایوان کی نیت پر ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔ مَیں آج یہ اُمید کروں گا کل جو فلور پر اُنہوں نے یقین دہانی کرائی تھی اِن چیزوں کو intact کرے گا۔ 100% جن علاقوں میں جو بنیادی چیزوں کے نمائندوں نے address کیا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر ہم اِس پر آجائیں، دیکھیں اِس بات کو اگر ہم دیکھیں بنیادی طور پر آج علم سسٹم تباہ ہو کے رہ گیا ہے کیونکہ ناقص پالیسی کی وجہ سے اور اِس محکمے کو جو کہ ہر انسان جو پیدل گھومتا ہے جو سائیکل پر سوار ہے جو luxury گاڑی پر سوار ہے اُس کا واسطہ اِن کتابوں سے رہے گا۔ اِس کو بنیادی طور پر پچھلی دفعہ میں نے resolution بھی لایا تھا لیکن آج یہ واضح کروں جناب اسپیکر! کہ آج بھی آپ جائیں کسی بھی hospital میں even یہ آپ کا tertiary care hospital ہے BMC ہے سول ہسپتال ہے مفتی محمود ہسپتال ہے شیخ زید ہسپتال ہے فاطمہ جناح ہسپتال ہے آپ ڈسٹرکٹ لیول پر جائیں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں جائیں وہاں ایک کینولا اور سرنج دستیاب نہیں ہے باقی ایڈمنسٹریشن جو آپ کو مشینیں ہیں جو equipments ہیں وہ دور کی بات ہے اُس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اِس ڈیپارٹمنٹ میں جہاں آپ نے بجٹ رکھا ہے وہاں utilize نہیں ہو رہا ہے دیکھیں ایک المیہ یہ ہے آج بھی سی ایم صاحب ریکارڈ منگوالیں منسٹر ہیلتھ منگوالیں ہر سال سر! میں نے گزشتہ چار سال سے میں اپنے ڈسٹرکٹ ٹیچنگ ہسپتال ہے میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں ہر سال 3 سے 4 کروڑ lapse ہیں صرف وجہ یہ ہے کہ اُس کی utilization کے لیے آپ نے سارے اختیارات کو ٹرانسفر کیا ڈسٹرکٹ level پر e-tender ہے اور آپ کے ڈسٹرکٹ کے پاس EMI system نہیں ہے کہ آپ وہاں e-tendering پر جائیں اِسی لیے عام غریب suffer کر رہا ہے۔ اُس کو ایک پتہ پیناڈول دستیاب نہیں ہے اور پھر اگر آپ compare کریں، as compare آپ کے جو hospital بنے ہیں اُن کے جو بجٹ بنے ہیں پاپولیشن کو دیکھیں آپ کا جو سول ہسپتال ہے سر! سول ہسپتال کا I think کہ daily پانچ سے چھ ہزار 10 ہزار اُس کی OPD ہے daily routine میں جو بندے آ کے OPD میں چیک کراتے ہیں جو enroll patient ہیں اُس کی آپ تعداد کو دیکھیں۔ دیکھیں اُس کا بجٹ 1980 کا ابھی تک، اِسی طرح BMC کا اور پھر آپ مہنگائی کو دیکھیں کہ medicine 350% سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لوگوں کی سکت نہیں ہے کہ وہ میڈیسن خرید سکیں۔ even آپ کے جو chronic hypertensive operation کے ہیں، جو life saving drugs ہیں جو آپ کا جو chronic diabetic patients ہیں آپ آج اُن سے پوچھو کہ آپ کی سکت ہے آپ لے سکتے ہو میڈیسن؟ تو لہٰذا ہیلتھ کے بجٹ کو تین گنا بڑھانا چاہیے تھا لیکن اِختیارات اور ایک نئی پالیسی کے ساتھ میں اُمید کروں گا کہ سی ایم

صاحب کا جو vision ہے اُس نے ہیلتھ پر جو جاری کیا ہے ہر وقت وہ TV talks اور میڈیا کے سامنے کہتا ہے اللہ کرے وہ عملی صورت میں اِن چیزوں کو ایک عملی جامہ پہنائیں۔ جناب اسپیکر! مَیں سمجھتا ہوں کہ صوبے میں مایوسی ختم کرنے کے لیے صوبے کے تمام سیاسی stakeholders کو اعتماد میں لینا چاہیے انکو بجائے کہ دیوار سے لگائیں اُن کے ساتھ ساتھ چل کے مشکلات کو حل کرنے کی جانب جانا چاہیے۔ لیکن آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بجائے مشکلات کو حل کیا جائے مایوسی اِتنی بڑھ رہی ہے کہ اُس کو کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا ہے غیر یقینی کیفیت اِتنی بڑھ گئی ہے کہ لوگوں کا بالکل سیاسی پارٹیوں سے، ذمہ داروں سے، جن اِداروں کا آپ نام لے لیں وہ عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔ اُس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ آج سیاسی ماحول کو اِس صوبے میں اُس پر قدغن لگائی گئی۔ تو لہٰذا مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ بحیثیت اپوزیشن ہم نے یہ کوشش کی کہ بلوچستان کی روایت اور رواداری کو برقرار رکھتے ہوئے ہم مشکلات نہیں پیدا کریں گورنمنٹ کے لیے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ میر سرفراز صاحب قائد ایوان کا اپنا ایک تعلق ہے سب کے ساتھ ایک اچھا اخلاق ہے ایک خلوص ہے اور اِس صوبے کے ساتھ ایک committed انسان ہیں اُس کی وجہ سے ہم اِسی اُمید پر ہیں کہ آگے چل کر ہم تمام مشکلات کو مشترکہ طور پر حل کریں گے۔ .thank you sir

جناب اسپیکر: thank you رحمت صاحب۔ جی بتائیں بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): جناب اسپیکر! جس طرح کل میں نے تفصیلاً جتنے بھی ہمارے پروجیکٹس تھے اُن کے حوالے سے میں نے بات چیت کی۔ ابھی ممبر صاحب نے ایک علاقے کے حوالے سے پروجیکٹ پر بات کی جس کا نام کولوہ ہے۔ میں یہ اُن سے اسمبلی کے توسط سے گوش گزار کراؤں گا کہ کولوہ دو یونین کونسل پر مشتمل تھا اب شاید ایک ہو گیا ہے۔ اور یونین کونسل میں نے نہیں بنائی ہے وہ آبادی کی بنیاد پر بنتی ہے۔ اور ایک زمانہ یہ تھا کہ کولوہ کو مکران کی ماں کہا جاتا تھا وہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہاں زمینیں بڑی زرخیز تھیں اور مکران کے جتنے بھی لوگ تھے غربت کی وجہ سے اکثر لوگ migrate کرکے کولوہ آتے تھے اور وہاں سے وہ کاشت کاری کے ذریعے مستفید ہوتے تھے۔ اور تیسری اہم بات میں اُن کو گوش گزار کروں کہ کولوہ میر چاکر خان رند کی birth place ہے اور یہ تاریخ میں لکھی ہوئی ہے۔ جس سڑک کی اُنھوں نے یہ بات کی کہ وہ وہاں سے 20 گاڑیاں نہیں گزرتیں شاید اُن کا تو سیاسی منشور ہے کہ علاقوں کی ترقی کی مخالفت کریں اور ہم اپنے حلقے کے عوام سے بھی یہ کہتا رہا ہوں ڈاکٹر مالک صاحب سے جو ہے معذرت۔ لیکن یہ انتہائی غیر مناسب رویہ ہے۔ یہی سڑک جو آج PSDP میں ڈلی ہوئی ہے یہی NHA نے recommend کیا ہے کہ کولوہ سے direct connection connect کریں اور ماڑہ کو جو shortest route ہے۔ اور strategically انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ علاقہ ایک سینٹر بن چکا ہے اور خود موصوف نے بات کی کہ اگر وہاں

کی isurgency بڑھ گئی ہے یا دہشتگردی بڑھ گئی ہے جو بھی اُس کو نام دیں اُس کی جو وجوہات ہیں غربت ہے غریبی ہے بے شک وہاں کے لوگ غریب ہیں لیکن اُن کو بھی حق حاصل ہے کہ حکومت اُن کو سڑک بھی provide کرے، اُن کو پانی کی سہولت دے اُن کو صحت کی بھی سہولت دیں۔ اور جو اُنہوں نے علاقے کا نام لیا ہے میں اُس کی پرزور انداز میں مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی. one by one ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب ایک منٹ۔ جی عبدالرحمٰن کھیتران صاحب!

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ہمارے مہمان سلیم مانڈوی والا صاحب ہیں، چنگیز جمالی ہیں، ہمارے سینیٹر روزی خان اور اُن کے ساتھ خاتون، میں اِن کو نہیں جانتا ہوں، تو اِن کو میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اس ایوان کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ welcome.جی۔ thank you

جناب اسپیکر: اِن کو خوش آمدید ہم کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب!

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! I have one request please میں گزارش کرتا ہوں اپنے منسٹر صاحب سے آپ برداشت کریں، آپ اگر ہر اپوزیشن کی بات کا جواب دو گے تو یہ rules of business میں نہیں ہے۔ آپ برداشت کریں کل اگر آپ conclude کریں گے سی ایم صاحب conclude کریں گے فنانس منسٹر conclude کرے گا۔ ہماری تمام باتوں کا جواب آپ دے دیں۔ اب ہر آدمی کا جواب آپ دیں گے تو فلور تو آپ کے پاس ہوگا۔ دوسری بات میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں، کون بلوچستان کی ڈویلپمنٹ کے حق میں ہے کون نہیں ہے یہ ہم بخوبی جانتے ہیں۔ اُس روڈ کو بھی ہم جانتے ہیں ہم کسی روڈ کے مخالف نہیں ہیں۔ میں جانتا ہوں ۔۔۔(مداخلت) نہیں، نہیں میں کہتا ہوں روڈ ٹھیک ہے but I know

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! address to Chair please

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! میری گزارش ہے، وہ بات کر رہا ہے میں اُس سے کہوں گا کہ آپ تھوڑی سی برداشت اپنے اندر پیدا کریں۔ آپ ہمارے جوابوں کو بعد میں دیں۔ جو بھی کہیں گے آپ سرکار ہیں، ہم آپ کی اپوزیشن کے ہیں۔ لیکن میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ اس اسمبلی کے We should follow the every rules of business. کہ آپ کو جب conclude کرنا ہے، آپ ہمارے جواب دے دیں۔ اب ہر بات پر آپ اُٹھیں گے یہاں جتنے اپوزیشن والے ہیں تقریر کریں گے، آپ اُٹھیں گے جواب دیں گے۔ تو This is not a proper way, sir.

جناب اسپیکر: اصغر رند صاحب۔ minister for energy جی۔ Point is noted please.

میر اصغر علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے انرجی): جی شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ بجٹ 25-2024ء سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ اور اُس کی ٹیم وزیر خزانہ اور اُس کی ٹیم، وزیر پی اینڈ ڈی اور اُس کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! یہ واحد بجٹ ہے اس میں پورا ٹریژری بنچز اور اپوزیشن کے زیادہ تر اراکین متفق ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہونا تو یہ چاہیے پرسوں ہمارا ایک سیمینار رہوا تھا آپ بھی اُس میں تھے بجٹ سے پہلے جتنی ہماری NGOs ہیں وہ بجٹ سے پہلے کم ازکم بریفنگ دیں لیکن یہاں عجیب روایت ہے جتنی بھی NGOs ہوتی ہیں بجٹ کے بعد ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ چیز اُس میں غلط ہے یہ صحیح ہے فلاں فلاں تو آپ بھی اُس سیمینار میں تھے۔ اس میں ایک چیز ہمیں وہاں پتہ چلا کہ بجٹ ہمیشہ باقی دنیا میں کم ازکم اُس کو بریف یا اُس کو پیش کرنے میں ایک مہینہ یا کم ازکم دو تین ہفتے لگتے ہیں۔ لیکن ہمارے صوبے میں روایت ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اُس کو سمیٹا جاتا ہے۔ پتہ نہیں اتنی جلدی کیوں ہے؟ دوسرا بجٹ کا وہاں ہمیں پتہ چلا کہ دو چیزیں ایک ڈویلپمنٹ ایک نان ڈویلپمنٹ، ڈویلپمنٹ میں ہمیں پتہ چلا کہ تقریباً 35% اور نان ڈویلپمنٹ میں تقریباً 60% سے زیادہ پیسہ اُدھر جا رہا ہے۔ لیکن میڈیا میں جب تنقید آتی ہے تو ڈویلپمنٹ سیکٹر میں اور نان ڈویلپمنٹ میں ہم دیکھیں کیا چیز ہے وہاں گاڑیاں، مکان خریدنا، یا گاڑیوں کے فیول، یا آفیسروں کی یا منسٹروں کی رہائش اس کو ذرا اگر ہم دیکھیں اس میں تھوڑا اگر ہم انصاف کریں جہاں تک ہمارا بجٹ ہے جناب اسپیکر صاحب! سب سے بڑی amount ہم نے رکھی ہے ایجوکیشن پر۔ لیکن ایجوکیشن کا یہاں ہمارا سسٹم یہ ہوتا ہے کہ ہمارا پراونشل ہیڈکوارٹر یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر، آج اگر منسٹر ایجوکیشن ہوتا۔ باقی میں اپنے ڈسٹرکٹ کی مثال دیتا ہوں۔ ہمارے تین حلقے ہیں ظہور بلیدی صاحب کا ہے حاجی برکت صاحب کا میرا ہے اور center میں ڈاکٹر صاحب کا ہے لیکن سسٹم یہ ہے کہ ساری ایجوکیشن کے جتنے بھی خرچہ ہوتے ہیں ہیڈکوارٹر میں صرف already وہاں ہمارے گرائمر سکول ہے، ہمارے پرائیویٹ سکول ہے، ٹیوشن سنٹر ہے، کمپیوٹر سنٹر ہے لیکن فوکس کہاں جاتا ہے ہمارے ڈسٹرکٹ اور صوبائی ہیڈکوارٹر میں۔ تو طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے تحصیل ہیڈکوارٹر ہماری یوسی جہاں کم ازکم اس کا ایک طریقہ کار ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر میں کہتا ہوں کہ ہمارا ڈسٹرکٹ ہے ایران کے بارڈر سے شروع ہو کر یہاں پنجگور کے بارڈر تک چار سو یا پانچ سو کلومیٹر کے قریب ہے۔ تو ڈویلپمنٹ کا طریقہ یہ نکالتے ہیں جتنے city کے اندر وہ ہماری یونیورسٹی ہے ہمارے کالج ہے ہمارے گرلز کالج ہے جتنی بھی سہولت ہے تو اس کو کم ازکم ایک پالیسی بنائی جائے جس طرح اپارٹمنٹ ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے مجھے یاد ہے منیر بادینی صاحب ہمارے سیکرٹری ایجوکیشن تھے تو ایک پالیسی تھی کہ نئے جو ٹیچر بھرتی ہوتے ہیں اُن کو اُسی مقامی سکول یا جس گاؤں کے ہیں یا یوسی وائز ابھی یہاں یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ وائز کرتے ہیں تو 400 کلومیٹر دور مشرق میں ہے آپ گرلز ٹیچر رکھتے ہیں وہ وہاں

اُس بارڈر میں کس طرح جا سکتا ہے۔تو اِس کو ضرورت ہے کہ ہمارے پالیسی میکرز جو ڈیپارٹمنٹ ہیں ان کو صحیح طریقے سے ، یا ایسا کریں کہ پھر ڈسٹرکٹ بڑھا دیں تا کہ ترقی وہاں پہنچ جائے۔ابھی ہم اپنے ڈسٹرکٹ کی جب مثال دی اسی طرح ہیلتھ میں بہت سے پیسے رکھے گئے ہیلتھ منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں میں آسان مثال دیتا ہوں دو تین دن پہلے سیکرٹری ہیلتھ گیا ہمیں تو خوشی ہوگئی کہ وہ پورے علاقے کا visit کریں گے لیکن تربت ہیڈکوارٹر، گوادر ہیڈکوارٹر پھر کل کو واپس آیا۔تربت میں آبادی کے حوالے سے دیکھیں سب ڈویژن تمپ جو میرا حلقہ انتخاب ہے ایک RHC ہے 20 سال پہلے وہاں پانچ ایم بی بی ایس ڈاکٹرز تھے لیکن آج وہاں ایک بھی ڈاکٹر نہیں ہے۔چار دفعہ میں منسٹر صاحب سے بھی request کر چکا ہوں ۔سیکرٹری کے پاس میں اور حاجی صاحب خود چلے گئے۔ابھی تک اُن کو پتہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس یہ ملازم جو کام کر رہے ہیں ڈاکٹر کون سے گریڈ میں ہیں، ایک آرڈر ہوا پھر کہتے ہیں اس میں غلطی ہے کہ جو ڈاکٹروں کا گریڈ ہم نے لکھا ہے ایک 18 کا ہے 19 کا ہے، پھر پتہ چلا نہیں جی ڈاکٹروں کے نام غلط ہیں پھر تیسری دفعہ میٹنگ ہوگئی کہ نہیں ان کی پوسٹ غلط ہیں آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔جو ایک لاکھ 40 ہزار کی آبادی ہے تو اس طریقے سے یہ جو پیسے جا رہے ہیں ہیلتھ کے حوالے سے دوسرا بڑا ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہے اس پر تھوڑا اگر ہم غور کریں طریقہ کار ہیڈکوارٹرز کو چھوڑا جو BHUs بی ایریا ہیں آپ کے SCD یا RHC، میرے حلقے میں کم از کم پانچ سے چھ RHC ہیں۔لیکن وہاں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہیں ہے مثال دیتا ہوں گمازی ہے نذرآباد ہے بالی چاہے تمپ ہمارے ہیڈکوارٹر ہیں میں نے بتایا 20 سال پہلے وہاں پانچ میڈیکل آفیسر تھے آج بھی ایک ڈاکٹر اب ہم کیا کریں یہ پیسے کدھر جا رہے ہیں طریقہ ان کا طریقہ ہونا چاہیے کہ آپ اگر بی ایریا یو سیز cover کریں گے آپ کے ڈسٹرکٹ پر بوجھ کم ہوگا تو already ڈسٹرکٹ میں ابھی ہمارا میں کسی کو ہمیں نہیں ہے شکایت نہیں ہے لیکن تربت ہیڈکوارٹر میں ہمارے 10 سے 12 پرائیویٹ کلینکس ہیں میڈیکل سینٹر ہیں لیکن تمپ میں نہ مند میں نہ بلیدہ میں نہ دشت میں کوئی اس طرح کا سسٹم نہیں ہے اور روڈ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں دوسرا اس میں PHE کے حوالے سے سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں PHE کیلئے اتنی بڑی amount رکھی گئی ہے لیکن طریقہ کار، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ تو ہمارا بڑا تیسرا بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے سی ایم صاحب بھی سن رہے ہیں آج کل سسٹم یہ نکالا گیا ہے کہ ہر چار دیواری میں ایک ٹیوب ویل لگا دیا جائے واٹر سپلائی declare کیا جائے۔یہاں تک میرے علم کے مطابق سردار صاحب اگر اس کو نوٹ کر لیں واٹر سپلائی کا مقصد ہوتا ہے کہ ایک گاؤں میں ایک ٹیوب ویل ہوتا ہے۔ٹیوب ویل لگ جاتا ہے پھر اس کا پمپ ہاؤس ہوتا ہے پمپ ہاؤس کے بعد اس کے پائپ لائن ہوتی ہے پھر اس کو connect کیا جاتا ہے بجلی سے یا سولر سے، لیکن یہاں یہ ہوتا ہے کہ concept paper بناتے ہیں ایک PC1 بناتے ہیں میں اپنے گھر کی چار دیواری میں لگاتا ہوں نہ اُس میں چلانے والا ہے نہ کوئی اور چیزیں بس واٹر سپلائی ہمارے علاقے میں ایسے

بھی گاؤں ہے اُس کی آبادی 200 سے زیادہ نہیں ہے وہاں 50 واٹر سپلائی اسکیم چل رہی ہیں ثبوت کے طور پر اور اس سے پہلے جتنی واٹر سپلائی تھیں سردار صاحب ان کو نوٹ کریں جہاں جو والو مین تھے وہ ریٹائر ہو گئے ہیں اُن کی جگہ ڈسٹرکٹ آفیسر نے provincial سے approval لے کے اپنے رشتہ داروں کو لگایا اُن نے علاقہ دیکھا نہیں ہے تربت سے 120 کلومیٹر مند بلو کی واٹر سپلائی کا والو مین ریٹائر ہو گیا حاجی صاحب کو پتہ نہیں کہ کون لگ گیا تربت سے 80 کلومیٹر میرا گاؤں ہے وہاں سے بندہ یا انتقال کر گیا ہے یا ریٹائر ہو گیا ہے مجھے پتہ نہیں ہے۔والو مین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے ہیں ٹیچر کو چھوڑ دیں ڈاکٹر کو چھوڑ دیں سردار صاحب اس کا ایک طریقہ کار وہ کر لیں کہ واٹر سپلائی کا یہ ہوتا کہ ہر گاؤں میں ایک سرکاری واٹر سپلائی ہوتی ہے ہو یا سرکاری ہوتی ہے یا کمیونٹی کے حوالے سے سرکار کا یہ ہوتا ہے اُس کا بل سرکار دیتی ہے اُس کے ملازمین کی تنخواہ سرکار دیتی ہے کمیونٹی کا گاؤں والے آپس میں چلاتے ہیں۔لیکن آج کل جو چل رہے ہیں نہ کمیونٹی والے ہیں نہ سرکاری ہیں سردار صاحب اس پر نوٹس لیں۔اس کے علاوہ سر! کھیل اور ثقافت کے حوالے سے پیسے رکھے ہوئے ہیں بجٹ میں تو ہر سال جس طرح بجٹ ہم دیکھتے ہیں یہ چیزیں لیکن ہم اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے دیکھیں جو سیکرٹری کا لیول ہے آپ تربت کے حوالے سے دیکھیں بہت سی ہماری آثار قدیمہ کی چیزیں ہیں میری قلات ہے تمپ قلات دشت میں یا مند میں آج تک ہم نے نہیں دیکھا ہے جہاں فروش کا مقام ہے وہاں آپ نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ نے یا اثار قدیمہ والوں نے وہاں دو روپیہ کا کام کیا ہے پیسے رکھے جاتے ہیں پتہ نہیں کہا چلے جاتے ہیں۔تو جناب اسپیکر! تیسرا ایک issue سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں ایک چیز کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کچھ چیزیں ہم نے اپنے فرض کو چھوڑ دیا ہم سارے سنت پہ لگے ہوئے ہیں ہمارے کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں اُن کے اپنے کام ہیں لیکن وہ نہیں کر رہے ہیں جس طرح اربن والوں کا کام ہے لوکل گورنمنٹ اُس کو کر رہا ہے لوکل گورنمنٹ کا کام سی اینڈ ڈبلیو والے کر رہے ہیں انرجی کا کام دوسرے ڈیپارٹمنٹ کر رہے ہیں PHE سردار صاحب نے بتا دیا fisheries کا سی ایم صاحب اور چیف سیکرٹری کو چاہیے ہر ڈیپارٹمنٹ کا اپنا کام ہے ایک mechanism ایک طریقہ کار ڈھونڈ لیں کہ لوکل گورنمنٹ کا کیا کام ہے پبلک ہیلتھ کا ایگریکلچر کا کیا کام ہے تو یہ طریقہ کار جناب اسپیکر! آپ کی توجہ سے اس طرح کی چیزیں اگر بتائی جائیں اس طرح کی چیزیں صرف ہم بجٹ میں پیش کرتے ہیں پھر کٹ موشن ہوگی پھر اگلے سال بجٹ کی تیاری ڈیپارٹمنٹ کو سب سے پہلے پابند یہ کریں گے وہ بی ایریا میں جتنے ڈیپارٹمنٹ ہیں مجھے کسی پر اعتراض نہیں ہے specially ہمارے بی ایریا میں صرف دو تین ڈیپارٹمنٹ ہیں ہیلتھ، ایجوکیشن، پبلک ہیلتھ باقی تو نہیں ہیں لیکن وہ بھی وہاں فعال نہیں ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! ایک بار پھر آپ کا شکریہ یہی چیزیں گزارش کرنی تھی۔thank you

جناب اسپیکر: thank you اصغر رند صاحب۔ڈاکٹر صاحب نے آپ کو بڑی اچھی مثال دی کہ آپ

response ناں کیا کریں۔ جی۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میں کسی کی direction نہیں لیتا ہوں۔ لیکن میں ان کو جواب نہیں دے رہا ہوں میں ان کے علم میں اور چیزیں لا رہا ہوں جیسے انہوں نے کہا کہ ایک ایک گاؤں میں 50،50 واٹرسپلائی ہیں۔ تو آپ یقین کریں کہ میں نے واسا اور PHE میں میں نے کہا تھوڑا سا ملازمین کو پتہ تو لگے کون کہاں ہے کون کہاں ہے۔ تو آپ یقین کریں گے کوئی امریکہ میں بیٹھا ہے وہ وال مین ہے کوئی انگلینڈ میں بیٹھا ہے کوئی دبئی میں اور جب confirmation ہو رہی ہے تو وہ آپ اور میرے پاس وہ گاڑی نہیں ہے V8 گاڑی میں ایک وال مین تشریف لاتا ہے اپنی confirmation کر رہا ہے تو یہ بجا فرما رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you. جی خیر جان بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! بجٹ ایک ایسا دستاویز ہوتا ہے جو سالانہ طور پر ہر اسمبلی اپنے عوام کی فلاح و بہبود، اُن کی تعمیر و ترقی کے لیے پیش کرتی ہے۔ یقیناً حکومتیں اس بات کی ذمہ دار ہوتی ہیں کہ وہ آنے والے دنوں میں اپنے عوام کو اُن کے فلاح و بہبود کے حوالے سے، اُن کے معاشی حقوق کے حوالے سے، اُن کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے جو ایجنڈا دیتے ہیں جو پروگرام دیتے ہیں وہ تمام چیزیں اُن بجٹ دستاویز میں موجود ہوتی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ، یقیناً حکومت نے اپنی طرف سے کوشش کی ہوگی کہ وہ اپنے عوام کی بہتر فلاح و بہبود اُن کی تعمیر و ترقی کے لیے ایسی اسکیمات شامل کریں جو کہ عوام سے انہوں نے وعدے کیے تھے اُن کی تکمیل ہو۔ جناب اسپیکر! بلوچستان میں جس طرح دوستوں نے اپنے بجٹ کی تقاریر میں بلوچستان کے بہت سارے مسائل کا ذکر کیا تو میں سمجھتا ہوں اس وقت بلوچستان کا burning issue یہ ہے کہ ہم بلوچستان کے نوجوانوں کو کیسے اعتماد میں لائیں تو اس وقت آپ کچھ بھی کہیں آپ کسی بھی زاویے سے آپ بات کریں وہ اس وقت ہمارے اس سسٹم سے انتہائی بے اعتماد ہیں۔ اور اُس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار کے مواقع دیتے ہیں۔ ذرائع روزگار پیدا کرتے۔ اس بجٹ میں میں نے جو مطالعہ کیا میرے مطالعے کے مطابق آپ 5 سو آسامیوں میں اتنے بڑے صوبے میں جہاں اتنی بڑی بیروزگاری ہے بے یقینی کی کیفیت ہے انتہاء پسندی ہے دہشتگردی ہے آپ اپنے youth کو اپنی طرف کیسے کھینچو گے آپ کے تو ملازمتوں پر انتہائی معذرت کے ساتھ جعلی ڈومیسائل والے آ بیٹھے ہیں جعلی لوکل سرٹیفکیٹ لوگ بنا کے آ کے بیٹھے ہیں آپکے نوجوان روڈوں پہ چیخ رہے ہیں اور آج کا نوجوان آپ میری باتوں پر یقین کریں یا نہ کریں ہم سے انتہائی نفرت کر رہے ہیں ہم جو یہاں پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے حقوق کا سودا کر رہے ہیں آج اگر ہم اپنی پالیسیز میں نوجوانوں کو شامل نہ کریں یقیناً ہم بہت بڑی زیادتی کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک تعمیر و ترقی کا سوال ہے بحیثیت

اپوزیشن میں اپنے تمام ممبرز سے یہی کہوں گا کہ بلوچستان کا کوئی بھی کونہ کوئی بھی حصّہ ہو جہاں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی ترکیاتی اسکیم چاہے میگا پروجیکٹ کی شکل میں ہو یا small یا medium size میں ہو ہم اس کو welcome کرتے ہیں ہمیں کسی سے کوئی اختلاف نہیں ہے یہ ہمارا وطن ہے یہ ہمارا صوبہ ہے اس بنیاد پر ہم کہیں نہیں کہیں گے کہ یہ پشتون علاقہ ہے یا بلوچ علاقہ ہے۔ بلوچستان کا وہ علاقہ چاہے چمن ہو ژوب ہو پشین ہو یا آواران، موسیٰ خیل جیسے پسماندہ علاقے ہوں لیکن اسپیکر صاحب! جو علاقے پسماندہ ہیں جہاں غربت ہے جہاں بدلی ہے جہاں دہشت گردی ہے تو ان علاقوں کو آیا آپ نے اس بجٹ میں اپنی priority پہ رکھا ہے میں آپ کو ایک example دوں گا میری ایک اسکیم تھی جھاؤ میں گرِڈ اسٹیشن کی۔ میں اپنے محترم وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھی گیا یہ letter اس کا ثبوت ہے میں منسٹر پی اینڈ ڈی کے پاس بھی گیا جو میرے علاقے سے بالکل منسلک اس کا علاقہ ہے۔ میں نے ان سے یہ request کی کہ جناب اس اسکیم کو بلکہ اس کے پیسے بڑھائے جائیں کیوں کہ کیسکو والے، کیسکو والے یہ کہتے ہیں کہ جی آپ جو amount رکھتے ہو اس سے یہ کام نہیں ہوگا۔ وہ منظور تھا اس کے لیے one billion روپے رکھے ہوئے تھے۔ لیکن اس پی ایس ڈی پی میں سر! وہ delete ہے۔ سر! آواران، میں نہیں کہوں گا بلوچستان کے تمام علاقے میرے لیے قابل قبول ہیں۔ آواران اس وقت مجھے پتہ ہے اسپیکر صاحب! آواران میں جھاؤ میں خدا گواہ ہے کہ ہم عید پر اپنے گھر نہیں جا سکتے میں اپنے فیملی کے 15 سے زیادہ لوگوں کی شہادت ان کی لاشیں وصول کر چکا ہوں۔ اگر اس علاقے میں، اس علاقے میں 21ویں صدی میں اگر میں بجلی کے لیے آواز اٹھاؤں کیا میں مجرم ہوں؟ اکیسویں صدی میں آواران کے لوگوں کو بجلی کا حق نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے سی ایم صاحب کے پاس ہمارے زمیندار آئے تھے، سر! کتنے سالوں سے یہاں زمینداروں کو جو ریلیف ملتا تھا میں نہیں کہتا ہوں کہ ان کو نہیں ملنا چاہیے تو ملنا چاہیے تھا۔ لیکن آواران کے زمینداروں کو جب سے پاکستان بنا بلوچستان اسمبلی کے میں دوستوں سے پوچھوں گا کہ کتنے روپے وہاں کے زمینداروں کو ملے آج تک؟

جناب اسپیکر: order in the House. سردار صاحب! order in the House please۔ جی خیر جان صاحب.

جناب خیر جان بلوچ: سر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کیبنٹ میں منسٹر پی اینڈ ڈی سے سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا کہ جھاؤ کی جو یہ گرِڈ اسٹیشن 55 کلومیٹر کی جولائن تھی لہٰذا اس کو آپ کیبنٹ میں ڈالیں اس کو منظور کریں۔ میں نے زبانی سی ایم صاحب سے بات کی۔ لیکن میں آج آپ سے مخاطب ہوں۔ دوسرا سر! میرا اہم مسئلہ میری یونیورسٹی کی تھی۔ اوتھل یونیورسٹی کی سب کیمپس جو 500 ایکڑ زمین اس کے لیے ہم نے دی اس کی تمام چیزیں منظور ہوگئیں، سب کچھ ہوگیا۔ گزشتہ پی ایس ڈی پی میں بھی شامل رہی۔ میں پی اینڈ ڈی کے منسٹر کے پاس گیا سر! آواران پسماندہ علاقہ

ہے یہ سب کیمپس بھئی 500 ایکڑ میں نے کہا یہ 500 ایکڑ میں ہے۔ہم کسی پرائیویٹ بندے کو دے دیں گے زمینداری وہ وہاں کرے گا وہاں پانی ہے سب کچھ ہے۔زرخیز زمین ہے۔یہ یونیورسٹی اپنے پیسہ خود پورے کرے گی۔لیکن سر! یہ بھی delete ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ بلوچستان میں نہ ہو۔ڈیرہ بگٹی شامل ہوگئی سب کیمپس، چاکر خان یونیورسٹی کی، اوتھل یونیورسٹی کی سب کیمپس آواران delete ہے سر!۔تو میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے، مجھے خوشی ہوگی کہ ڈیرہ بگٹی ترقی کرے ایک عام متوسط طبقے کے بندے کی قیادت میں۔دیکھیں آواران کو بھی ایک حق حاصل ہے۔اگر کوہلو میں روڈ بنتا ہے۔مجھے اس پر خوشی ہوگا۔اسپیکر صاحب! میری عرض سنیں میں جس علاقے کی بات کر رہا ہوں ظہور صاحب، ڈاکٹر صاحب، رحمت اور اصغر خان کو بھی پتہ ہے کہ وہاں صورتحال کیا ہے۔کولوہ میں ایک روڈ نہیں 100 روڈ بننے چاہیے۔اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ہمارا علاقہ ہے۔ہمارے لوگ ہیں۔لیکن تھوڑا بہت انصاف کا بھی تقاضا ہونا چاہیے۔ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے کہنے کے مطابق کوئی آپ DC کوئی AC کوئی DPO کوئی XEN آپ لے جائیں میں قطعاً یہ مطالبہ نہیں کروں گا۔میرے تمام XEN ٹرانسفر کیے گئے میں نے آج تک کسی کوئی منسٹر کہے کہ میں ان کے پاس گیا ہوں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔میں نے سیاست کی ہے۔میں نے ہمیشہ وہ سیاست کی ہے سارے DCs میرے مخالف ہوتے تھے۔XEN میرے نہیں ہوتے تھے۔لیکن اللہ کے فضل سے عوام کی طاقت سے جو مجھے عزت ملی الحمدللہ میں اس کے لائق نہیں ہوں، یہ اللہ کا فضل تھا اللہ کا کرم ہے۔لیکن سر! ہمارے علاقے میں جو ترقیاتی کام اس عوام کا تو حق بنتا ہے ناں۔مجھے انہوں نے ووٹ دیا ہے۔ایک کھرب پتی کے مقابلے میں جو میرا عزیز ہے، یوں سمجھو میرا بھتیجا ہے۔لیکن نظریاتی طور پر سیاسی طور پر میں نے ایک راستہ اختیار کیا۔اُس نے الگ راستہ۔ٹھیک ہے ہم سیاسی طور پر ایک دوسرے کے مدمقابل ہیں۔لیکن جب عوام نے مجھے ووٹ دیا۔اس لیے نہیں دیا کہ میں ان کے حقوق کا دفاع نہیں کروں۔کیا میں بحیثیت ایم پی اے جب اُن کا، اُن کی بجلی، اُن کے روڈز، اُن کی ایجوکیشن پر کٹ لگے کیا میرا حق نہیں بنتا کہ میں یہاں ان کی نمائندگی کروں۔یہ میرا حق بنتا ہے سر! میں آپ سے support مانگوں گا۔اس اسمبلی سے مانگوں گا کہ آواران آج میں سمجھتا ہوں کہ آواران جو دہشتگردی کا شکار ہے آپ اس کو قومی دھارے میں لائیں۔ہم حاضر ہیں اس ملک کے لیے، اس وطن کے لیے جو قربانی ہم نے دی ہے وہ تو ہمارا خون تھا۔ہم نے دے دیا۔اب آپ کے تعاون کی ہمیں ضرورت ہے۔جو شخص کرپشن کرے، وہ محبّ وطن، جو کرپشن کے خلاف بات کرے وہ غلط۔مولوی صاحب آپ نے بات کی جو کرپشن کی ناں، کل سب ہنس رہے تھے یہاں، میں نے دیکھا وہ نوٹ کر رہے تھے مجھے اور آپ کو۔یہ پاگل سمجھتے ہیں کہ ہم اور آپ باتیں کر رہے ہیں لیکن وقت ثابت کرے گا کہ جس نے کرپشن کی حمایت کی اس نے پاکستان کی مخالفت کی ہے۔اس ملک کی تعمیر و ترقی اسی میں ہے اور اس ملک کو اس نہج میں پہنچایا ہے کرپشن نے۔آج اگر میں کمیشن

لے لوں تو مجھ پر لعنت ہے۔ میں جب الیکشن کے لیے جار ہا تھا معصوم بچے جو میرے مخالف تھے، کہتے ہیں ''کہ تئی جان منی جان خیر جان خیر جان'' آج خیر جان اگر کمیشن لے تو اُس کو لعنت ہے، اِس کرسی پر بیٹھنے کا اس کو حق نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں آج اسمبلی میں یہ بلوچستان کے عوام کی نمائندہ اسمبلی ہے، اس اسمبلی کو یہاں کے عوام کا نمائندہ بننا چاہیے۔ اِس اسمبلی کو یہاں کے عوام کو، ٹھیک ہے فیڈرل گورنمنٹ سے ہمیں گلہ ہے، شکوہ ہے۔ آیا ہم اپنے عوام کی کتنی ترجمانی کرتے ہیں؟ ہم اپنے عوام کے ساتھ کتنی commitment رکھتے ہیں؟ ہم اُن کے حقوق کا کتنا حساب رکھتے ہیں؟ ہم اُن کے مسائل ومشکلات میں کتنے اُن کے ساتھ ہمدرد ہیں؟ تو میں سمجھتا ہوں اسپیکر صاحب! یہ میں کوئی تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ یہ نہ میری خواہش ہے کہ تقریر کے لیے اسٹیج بہت ہیں۔ لیکن عوام کی نمائندگی نے، جب عوام نے ہمیں نمائندہ بنایا، ہم یہاں گونگے اور بہرے نہیں ہو کے بیٹھیں گے۔ ہم اپوزیشن کریں گے تعمیری کریں گے۔ کسی کی ذات پر تنقید نہیں کریں گے۔ کسی کی ذات پر الزام نہیں لگائیں گے۔ کسی کو موردالزام غیر ضروری طور پر نہیں کریں گے۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے سی ایم صاحب کے پاس گئے۔ زبانی اُن سے کہا کہ جناب یہ یہ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اگر وہ کرتے ہیں، نہیں کرتے، پھر بھی ہم ان کے ساتھ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ قطعاً ماحول کو خراب نہیں کریں گے۔ لیکن اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے میں سی ایم صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ سی ایم صاحب! آپ کو پاکستان، بلوچستان کی تعمیر ترقی کے لیے جو بھی چاہیے ہم آپ کے ساتھ حاضر ہیں، تعاون کریں گے۔ لیکن بلوچستان کے عوام، بلوچستان کی تعمیر وترقی ہمارا ایجنڈا وَن ہونا چاہیے۔ بلوچستان ترقی کرے گا پاکستان ترقی کرے گا۔ بلوچستان قومی دھارے میں شامل ہوگا پاکستان مضبوط ہوگا۔ بلوچستان کے عوام کا اعتماد اگر بڑھے گا تو پاکستان ترقی کرے گا۔ بلوچستان کے عوام کو جو اعتماد ٹھیس پہنچائی سر! چاہے وہ نوجوان بلوچ ہوں یا پشتون ہوں، یہاں کا سیٹلر ہوں اور جو بھی ہوں، اُن کے حقوق تو ہیں نا ہم اس کو زبان کی بنیاد پر تقسیم نہیں کریں گے۔ ہم اُسکو نسل کی بنیاد پر تقسیم نہیں کریں گے۔ ہم اُس کو اس سرزمین کے فرزند کے طور پر لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں بلوچستان کی یوتھ کو آپ نے اگر مطمئن کرنا ہے میری ایک تجویز ہے اگر ہمارے حکمران وقت مناسب سمجھیں میں رکھوں گا۔ اسپیکر صاحب! بلوچستان پبلک سروس کمیشن یہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اسکو strengthen کریں۔ آج ہم ایک پالیسی بنا کر اُس کو دے دیں۔ یہ جو ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ پیسوں کے بل بوتے پر سرمایہ دار پیسہ دار چاہے اُس نے جس ذریعے سے پیسہ کمایا ہے، وہ خرچ کریں، اُس کا بیٹا آئے، غریب کا بچہ محنت کرے، میرٹ پر آئے لیکن اُس کو نوکری نہ ملے، سَر! پلیز بلوچستان پبلک سروس کمیشن کو بچائیں۔ دوسری میری عرض یہ ہے کہ یہ جو ایجوکیشن میں پوسٹیں آرہی ہیں سَر! خُدا را اُن کو میرٹ پر خُدا را انکے لئے بھی ایک سسٹم یہ حکومت بنائے میری عرض ہے اُن سے۔ اگر ہمارا نوجوان میرٹ پر نہیں آئے گا وہ مایوس ہوگا، پھر کہاں جائے گا؟ مایوسی کی وجہ سے اگر وہ جائے گا تو اُس کی ذمہ دار ہم تصور ہوں

گے۔ہم قصوروار ٹھہرائے جائیں گے۔ہمیں چاہیے کہ ہم میرٹ کو اپنائیں۔ہمیں چاہیے کہ ہم ہیلتھ جو ہماری ہیلتھ ہے۔ سَر! بلوچستان کے لوگ سندھ جاتے ہیں علاج کے لئے آپ یہ کارڈ، یہ جو ہیلتھ کارڈ ہے فلاں اُس کو چھوڑیں، BMC میں آپ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز کو اتنا strengthen بنائیں کہ آپ کا مریض یہاں علاج کے لئے جائے۔وہاں نہ جائیں۔ آپ اِتنے پیسے خرچ کررہیں سَر! یہ ہماری تجاویز ہے اگر حکومت مناسب سمجھتی ہے۔اگر حکومت کو یہ باتیں مناسب لگتی ہیں۔ہم تو ایک مؤدبانہ گزارش کرسکتے ہیں کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر ہم بات کریں۔تو بہت سارے لوگوں کو وہ بات منفی انداز میں اُس کو لے لیتے ہیں۔لیکن ہم اپنی گزارش کرتے جائیں گے۔حکومت وقت اُن کو اختیار ہے سَر! ایک دفعہ کسی منسٹر نے کہا ہے کہ حکومت کا ایک privilege ہے کچھ کرنا چاہیے۔میں نے کہا بالکل سَر! آپ کا privilege ہے لیکن یہ حکومت یہ وزارت وقتی چیزیں ہیں۔وقت بدلنے کے ساتھ آپ کے یہ privilege بھی تبدیل ہوں گے۔ جب آپ کہیں، آج آپ سیٹ پر ہوں گے کل کوئی اور ہوگا۔بلوچستان کی اپنی روایات ہیں۔ایک دوسرے کو احترام دیں۔ ایک دوسرے کی عزت کریں۔یہی اسی میں ہماری بقاء ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس اسمبلی کو بلوچستان کے مثبت روایات کے تحت چلایا جائے گو کہ میں تجربہ کار نہیں ہوں، اِس اسمبلی میں میرا first time ہے لیکن میں نے اسمبلی دیکھی ہے، اُوپر بیٹھ کے میں مہمانوں کی گیلری میں وہ جو مؤدبانہ گفتگو، وہ جو مؤدبانہ اور شائستہ انداز ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے، مُجھے اُمید ہے۔سب قبائیلی لوگ ہیں۔بلوچ، پشتون، سب تہذیب وثقافت سے اُن کا تعلق ہے۔اسمبلی کو اُسی طرح چلائیں گے۔اسپیکر صاحب! مُجھے اُمید ہے کہ آپ اس اسمبلی کے سب کچھ ہیں، یہاں اِس کو برقرار رکھنا اِس کی ڈیکورم کو اس کے طریقہ وقواعد وضوابط کو implement کرانا آپ کا کام ہے۔ہم آپ سے مخاطب ہوں گے۔ہم منسٹر صاحبان سے نہیں ہوں گے۔مُجھے اُمید ہے کہ وہ برداشت کے ساتھ ہمیں سُنیں گے۔اور حکومت کا کام یہی ہوتا ہے۔میں حیران ہوں حکومت کا کام اشتعال دینا نہیں ہوتا ہے۔حکومت کا کام معاملات کو ٹھنڈا کرنا ہوتا ہے۔لیکن ہمارے نوجوان وزراء صاحبان، اللہ تعالیٰ نے اُن کو عزت بخشی ہے، ہم اُن کی عزت کو جو رَب کی طرف سے اُن کو تعظیم ہے اُس کو قبول کرتے ہیں۔لیکن اُن سے اپیل کرتے ہیں نوجوانوں تھوڑا جذبات سے کم، احترام کے ساتھ ایک دوسرے کو سُنیں اور جواب دیں، آپ کے پاس جواب ہے۔آپ کا یہ ایوان آپ کے ساتھ ہے۔ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ہمارا بھی آپ سے تعلق ہے۔آپ ہمارے ساتھ ہیں۔آج کسی اور کے ساتھ ہیں۔کل شاید ہم اور آپ اکٹھے ہوں۔لیکن ایک دوسرے کو برداشت کرنا، ایک دوسرے کے لئے گنجائش پیدا کرنا، یہ بہت ضروری ہے۔thank you sir بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you خیر جان صاحب! آپ کی رائے کا ہم احترام کرتے ہیں۔اور یہ بدقسمتی ہے کہ آپ کے آواران کی نمائندگی دومرتبہ چیف منسٹر کی پوسٹ تک پہنچی ہے۔اور آپ ہی کو شکایات ہیں ابھی، بدقسمتی ہے یہ ہماری۔

جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: thank you جناب اسپیکر۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔(عربی)۔جناب اسپیکر!سب سے پہلے میں وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی صاحب کو وزیرخزانہ میر شعیب نوشیروانی صاحب کو وزیر پی اینڈ ڈی ظہور بلیدی صاحب کو اور اِن کے محکمے کے تمام عملے کو رواں سال 25-2024ء کے لئے متوازن، جامع اور عوام دوست بجٹ بنانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔جناب اسپیکر!موجودہ بجٹ میں تعلیم اور صحت کے شعبے کو اولین ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے۔ تعلیم کا مجموعی بجٹ 52% بڑھادیا گیا جبکہ صحت کے شعبے میں بہتر سہولیات کے لئے صحت کے بجٹ کو 30% بڑھادیا گیا، جو کہ صحت اور تعلیم کے شعبے میں بلوچستان کے عوام کے لئے خوش آئند ہے۔جناب اسپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں کہنا چاہوں گی کہ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ بلوچستان کو گمبٹ طرز کا ہاسپٹل دیا جائے گا۔تو آج خوشی کی بات ہے کہ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب کے وعدے کی تکمیل کرتے ہوئے وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی صاحب نے نصیر آباد ڈویژن میں گمبٹ طرز کی ہاسپٹل اور کوئٹہ میں این آئی سی وِی ڈی طرز کی ہاسپٹل کو اس بجٹ میں شامل کیا۔جناب اسپیکر!اسکے ساتھ ساتھ صوبے میں climate change کے اثرات کے پیش نظر Balochistan Green Initiative Project کے تحت دس بلین اور PDMA کی گرانٹ کو 315% بڑھا دیا گیا ہے تاکہ صوبے میں چیلنجز سے نمٹنے کے لئے PDMA کی ڈیپارٹمنٹ کو strengthen کیا جائے، یہ موجودہ بجٹ میں شامل ہے،اسکی ہم تعریف کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کی آدھی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔اور نوجوانوں کی روزگار کے لئے موجودہ بجٹ میں بلوچستان اسکل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت بلوچستان کے نوجوانوں اسکل ڈویلپمنٹ کے لئے تاکہ وہ فن کی شعبوں میں ماہر ہوسکیں۔اس بجٹ میں خطیر رقم مختص کردی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ .it is the first time بلوچستان یوتھ پالیسی کو اس بجٹ میں شامل کردیا گیا ہے۔اسکے علاوہ جناب اسپیکر!میرے علاقے ڈسٹرکٹ کیچ کے لئے موجودہ بجٹ میں دو اہم منصوبے شامل ہیں۔جس میں پبلک پیپلز بس سروس اور دوسرا مند ٹو تربت روڈ۔میرے علاقے مند،تمپ کے عوام کا دیرینہ مطالبہ تربت ٹو مند روڈ اس کے لئے اس بجٹ میں 5 بلین روپے میر سرفراز بگٹی صاحب کی کاوشوں سے ممکن ہوئے ہیں اور اس بجٹ میں شامل ہیں۔ I am on the behalf of the people of Kech and the people of Mand and Turbat. جی Thankful to CM Balochistan میر سرفراز احمد بگٹی صاحب۔کیونکہ میں اس کو صرف ایک روڈ نہیں سمجھتی۔یہ صرف روڈ نہیں ہے۔ہمارے علاقے کی بہت ساری چیزیں اس روڈ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ Construction of roads, bridges, numerous benefits to

the region, it enhances accessibility, economic growth and boost trade and investment. کیونکہ مند ایک بارڈر ایریا ہے۔اورمند میں بارڈر مارکیٹ کا قیام پاکستان میں پہلی بارڈر مارکیٹ ہے جس کا قیام مند میں عمل میں لایا گیا ہے۔تو through this road بارڈر مارکیٹ جو لوکل کمیونٹیز کی economic development کے لئے بنائی گئی ہے۔through this road اس سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔ میں اس کو صرف ایک روڈ نہیں سمجھتی بہت بڑی initiative سمجھتی ہوں تمپ کے لوگوں کے لئے سر! اِن سے مَیں یہ کہنا چاہوں گی کہ موجودہ بجٹ میں بالخصوص تعلیم کے شعبے میں بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ بینظیر اسکالرشپ پروگرام کے تحت بلوچستان کے اُن بچوں اور بچیوں کے لئے جو ڈسٹرکٹ لیول پر میرٹ میں آتے ہیں، فری تعلیم، شہداء کے بچوں کے لئے فری تعلیم، ٹرانس جینڈر کے لئے پہلی دفعہ بلوچستان میں مفت تعلیم اور اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے ہونہار طالبعلموں کیلئے Oxford University میں تعلیم حاصل کرنے کی opportunities through this Scholarships یہ create کر دیئے گئے ہیں۔ میں اس کو بہت بڑی initiative سمجھتی ہوں بلوچستان کی تعلیم کی پروموشن کے لئے۔موجودہ بجٹ میں تعلیم، ٹرانس جینڈر، خواتین اور شہداء کی فیملیز کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔اور اگر اس کا موازنہ کریں۔ پچھلے جتنے بھی بجٹ ہمارے گزر گئے۔ بلوچستان کی تاریخ سے میرے خیال سے This is the first time کہ خواتین، ٹرانس جینڈر، شہداء کی فیملیز اِن سب کو اہمیت دی گئی ہے۔آخر میں مَیں اِن الفاظ کے ساتھ اختتام کرنا چاہوں گی کہ تمام اِن پروجیکٹس کو دیکھ کر یہ عندیہ ہوتا ہے کہ بلوچستان ترقی کی طرف گامزن ہو چکا ہے۔ بلوچستان کی ترقی، پاکستان کی ترقی اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ :ماچُکّے بلوچانی، مَا اَرضِ پاکستانی۔ We shall led and die for the glory of Pakistan. بلوچستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you۔ مینا مجید بلوچ صاحبہ۔ برکت رند صاحب آپ کچھ بولنا چارہے تھے مہربانی۔

حاجی برکت علی رند: اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سی ایم صاحب، جناب شعیب صاحب، فنانس منسٹر اور پی اینڈ ڈی منسٹر ظہور بلیدی صاحب آپ کا اور اِس ایوان کا شکریہ کہ یہ ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے اور ہم سب آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جناب عالی! چونکہ ابھی ہمارے حلقے میں ہسپتال ہیں مگر ڈاکٹر نہیں ہیں وہاں ابھی تک تقریباً 120 سے لیکر 150 تک وہاں لوگ ڈینگی کے، وہاں ڈینگی کا علاج نہیں ہے۔تقریباً 2 سے 3 اموات ہوئی ہیں وہاں لوگ مر گئے مگر منسٹر صاحب بیٹھا ہوا ہے۔ہم نے منسٹر صاحب سے request بھی کی ہے سر آپ خدارا وہاں کچھ ڈاکٹریں تو بھیجیں تا کہ لوگوں کا علاج ہو جائے۔ ابھی تک کوئی ڈاکٹر وہاں نہیں ہے۔نہیں کوئی ڈاکٹر گیا ہے۔ ڈی ایچ او صاحب کو میں نے خود فون کیا ہے اور بُلایا یہیں کوئٹہ میں آیا تھا کوئٹہ میں نے میٹنگ کی ڈی ایچ او صاحب سے۔

سروہاں ڈینگی کا جاکے علاج کریں۔ڈینگی سے اتنی اموات ہوئی ہیں تقریباً 100 سے 150 سو لوگ، ہمارے علاقے مند تحصیل میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے۔اور ڈی ایچ او گیا ہے خود اپنی ٹیم لے کے 4 سے 5 دن وہاں رہا ہے اور وہاں سروے بھی کیا ہے اُس نے کہا کہ بالکل یہاں ڈینگی ہے یہاں ڈینگی کے انڈے بھی موجود ہیں۔مچھر بھی موجود ہیں۔خود اُس نے تصدیق کی ہے اُس کے علاوہ اُس کے بعد ڈی ایچ او صاحب آیا یہاں پھر ابھی سیکرٹری صاحب گیا ہے وہاں ہمارے حلقے میں۔اور ہم کل گئے تھے وہاں۔منسٹر صاحب پرسوں گئے تھے کہ بھائی آپ ایسے کریں۔سیکرٹری صاحب سے کہا کہ آپ مند ڈسٹرکٹ میں نہ جائیں۔آپ وہاں پوری تحصیلوں میں بھی جائیں۔وہاں چیک کریں۔وہاں علاج معالجہ ہے ڈاکٹر ہیں نہیں ہیں۔سیکرٹری صاحب جاتا ہے پنجگور، تربت، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹروں میں گوادر ڈسٹرکٹ میں مگر وہاں جو بیماریاں پھیلی ہیں وہاں اُن کو جانا چاہیے۔وہاں دیکھنا چاہیے کہ وہاں ہسپتالوں میں ڈاکٹر موجود ہیں، ہسپتالوں میں دوائیاں موجود ہیں وہاں کوئی چیز ایسا نہیں ہے سر! اور ایجوکیشن کا مسئلہ وہاں اسکولوں میں ٹیچر موجود نہیں ہیں۔وہاں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں بھی ٹیچر دے دیں تاکہ اسکولوں کا معیار بہتر ہو جائے۔تعلیم کا معیار بہتر ہو جائے۔اِس معاملے سی ایم صاحب بھی بیٹھا ہوا ہے۔اور ہم request کرتے ہیں سی ایم صاحب سے تاکہ اِس کو ذاتی طور پر اِس معاملے میں سختی سے ایکشن لیں۔دو رائے نہیں ہیں ایک ہیلتھ کے معاملے میں ایک ایجوکیشن کے معاملے میں۔اس کو سختی سے نمٹائیں تاکہ یہ معاملہ آگے بڑھے تاکہ تعلیم کا معیار بھی اچھا ہو جائے اور ڈاکٹرز وہاں ہو جائیں ہسپتالوں میں تاکہ صحیح علاج ہو سکے۔کیونکہ ابھی ایک غریب بندہ 120، 140 کلومیٹر سے، تربت سے علاج کیلئے تو نہیں آسکتا ہے۔اُس کے پاس 8 سے 10 ہزار روپے تو نہیں ہیں وہ گاڑی کرایہ کرے۔اور یہاں آجائے۔اور پھر 10 ہزار روپے جانے کا دے دے ایسے غریب لوگوں کے پاس پیسے کدھر ہیں علاج کیلئے۔مگر ضروری یہ ہے کہ ڈاکٹر بھجیں ہسپتالوں میں، ہسپتال موجود ہے ڈاکٹر نہیں ہے۔ہمارے پاس۔اور دوسرا یہ ہے کہ ہم request کر رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب، ظہور صاحب اور شعیب نوشیروانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔تمپ ڈسٹرکٹ کیلئے، تمپ کو ایک ڈسٹرکٹ کا درجہ دیا جائے۔تحصیل تمپ کو کیونکہ یہ شعیب نوشیروانی، قدوس بزنجو کے دور ہم نے کوشش کی تھی یہاں تمپ کو ڈسٹرکٹ کا درجہ دیا جائے۔اور جام صاحب کے دور میں بھی کوشش کی تھی۔تمپ کو ڈسٹرکٹ کو درجہ دیا جائے۔ہم کوشش کرتے ہیں کہ ابھی ہمیں اُمید کی ایک کرن نظر آرہی ہے وزیر اعلیٰ کی طرف سے۔ہم اُمید رکھتے ہیں کہ تمپ کو ایک ڈسٹرکٹ کا درجہ دیا جائے گا۔ہمیں اُمید رکھنا چاہیے اُن سے۔نا اُمیدی اللہ سے نہیں رکھنی چاہیے۔ہم request کرتے ہیں سی ایم صاحب سے تاکہ تمپ اور مند کو ڈسٹرکٹ کا درجہ دیا جائے۔اسی بات پر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔.thank you

جناب اسپیکر: thank you جناب۔thank you۔غلام دستگیر بادینی صاحب۔

جناب غلام دستگیر بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں سی ایم صاحب کو ہمارے منسٹر فنانس، منسٹر پی اینڈ ڈی میں اُن کو appreciate کرتا ہوں۔ کہ عید کے دنوں میں جو بجٹ پیش کیا گیا ساتھیوں نے اپنی رائے دی۔ اور میری پارٹی کے اکثر ساتھیوں نے جمعیت علماء اسلام نے بھی اپنی رائے دی۔ جناب اسپیکر صاحب! میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ جو بلوچستان کا سالانہ بجٹ ہے 25-2024 پیش کیا گیا جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی فلاح و بہبود، تعمیر و ترقی، نوجوانوں کے روزگار، جیسے میرے ساتھیوں نے بات کی کہ Hospitals کی بلڈنگز ہیں لیکن ڈاکٹر نہیں ہیں، اسکولز ہیں ٹیچرز نہیں ہیں، کالجز ہیں پروفیسرز نہیں ہیں۔ تو جیسے حاجی برکت صاحب نے کہا hope یعنی انسان ہمیشہ hope پر رہتا ہے شیطان ہی نا اُمید رہتا ہے انسان اُمید پر رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ سی ایم صاحب کے ساتھ 2013 سے 2018 تک میں اسمبلی میں پانچ سال گزار چکا ہوں۔ جو اُن کا ٹیم ورک ہے، میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! کہ بلوچستان میں ضرور تبدیلی آئیگی اور آپ یقین کریں۔ جو الیکشن کا process گزرا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نہیں ہر یہاں آنے والا جو ہمارے ایم پی اے صاحب جو اسمبلی پہنچا ہے۔ آپ یقین کریں۔ سب سے زیادہ trust اِس دفعہ زیادہ trust youth نے کی ہے اِس وجہ سے کیا ہے کہ میرا نمائندہ اسمبلی جائے میرے مسائل، youth کے مسائل کیا ہیں اسپیکر صاحب؟ youth روزگار کی تلاش میں ہیں۔ نوجوان ہمارا خاص کر بلوچستان میں کوئی فیکٹری نہیں ہے۔ آپ بھی اسپیکر صاحب! باڈر ایریا سے belong کرتے ہیں میں بھی ڈسٹرکٹ نوشکی افغانستان بارڈر ہمارے ساتھ ہے میں بھی بارڈر ایریا سے belong کرتا ہوں۔ چاغی سے یا یہاں رحمت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میر اسد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایران بارڈر کے ساتھ، اگر بارڈر کے ساتھ ہونے کے باوجود ہمارے لوگ بیروزگار ہوں۔ ہماری population کتنی ہوگی جناب اسپیکر صاحب! سو کروڑ آبادی ہے ہماری۔ ہمارے پاس روزگار کے مواقع، جیسے پرسوں بھی کسی پروگرام میں، میں آپ کے ساتھ تھا جناب اسپیکر صاحب! جس میں کہا کہ سکل ڈویلپمنٹ، نوجوانوں کو اس طرح تربیت دیں کس طرح اُن کو تیار کریں۔ جیسے رحمت صاحب نے کہا کہ سی ایم صاحب نے inauguration کیا ہے۔ ہمارے پاس ریکوڈک ہے۔ اور 30 لاکھ سے زیادہ ہمارے لوگ بیروزگار ہیں۔ آیا اِن نوجوانوں کو کس طرح کھپایا جاسکتا ہے۔ ہمارے پاس نوجوان ہیں، اُن کے ہاتھ میں ڈگریاں، اگر جناب اسپیکر صاحب! کم سے کم آپ کو BA والا ملے گا۔ sorry معذورت کے ساتھ زیادہ تعداد کو ڈھونڈیں آپ کو BA والے ملیں گے۔ MSc.MS.MA یہ آپ کو درجنوں، میں نہیں کہوں گا ہر ڈسٹرکٹ میں آپ کو شاید، میں اپنے ڈسٹرکٹ کی مثال دوں ہزاروں کے حساب سے آپ کو ملیں گے۔ اگر 30 لاکھ بیروزگاروں کی میں کہہ رہا ہوں۔ 3 ہزار روزگار جیسے بجٹ میں کہا کہ 3 ہزار لوگوں کو روزگار دیا جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ 3 ہزار سے اتنا بڑا چیلنج آئے گا۔ جناب اسپیکر صاحب!

میری گزارش یہ ہے کہ نوجوان طبقہ آپ کی طرف ،سی ایم صاحب کی طرف ،منسٹر ہے ہمارے ساتھی ہیں سب دیکھتے ہیں اِسی چیز کو۔اورزراعت جو ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان ہم 43% بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے۔جناب اسپیکر صاحب! یقین کریں۔آج میں نیوز دیکھ رہا تھا کہ زمینداروں نے 28 تاریخ کو پہیہ جام کا اعلان کیا ہے۔وہی پھر 3 گھنٹے،کریڈیٹ بھی سی ایم صاحب کو جاتا ہے۔تاریخ میں پہلی دفعہ کہ 50 ارب روپے زمینداروں کیلئے،کہ زمینداروں کو solarization پر شفٹ کیا جائے گا۔لیکن میری گزارش یہ سی ایم صاحب سے ہے کہ جب تک زمیندار سولر پر ٹرانسفر ہوتا ہے۔میری ریکوئیسٹ ہے کہ اس 6 گھنٹے کی بجلی کو ایک مہینے یا دو مہینے اُن کو شفٹنگ میں لگتا ہے۔ایک دو مہینے کیلئے کم از کم ابھی تین گھنٹے زمینداروں کو تین گھنٹے میں سمجھتا ہوں۔کہ اگر کاٹن کی فصل ہے ہمارے ایریاز میں یا ہمارے منسٹر فنانس میر شعیب جان بیٹھے ہوئے ہیں۔رخشان ڈویژن میں یا آپ کے ایریاز میں ابھی باغات بھی تیار ہیں فصل بھی تیار ہے۔چیری یا سیب یا خربوزہ ،تربوزہ ،کاٹن جو اُن کو پانی کی ضرورت ہے اُن کو لا کے واپس اُسی سٹیج پر کھڑا کیا گیا ہے تین گھنٹے کیلئے تو میری گزارش یہ ہے کہ جب تک solarization پر شفٹ ہونگے اِن کو چھ گھنٹے پر رکھا جائے باقی hospitals کی، جناب اسپیکر صاحب! hospitals آپ یقین کریں hospitals ہمارے ہیں لیکن زیادہ تر ڈاکٹرز نے یہ طریقہ شروع کیا ہے کہ جو دور دراز علاقے ہیں وہاں جانے کے بجائے اپنی attachment کرا کر کہیں اور سے لے لیتے ہیں لیکن وہ دور دراز علاقوں میں نہیں جاتے ہیں۔میری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ بجٹ بنایا گیا ہے اِس بجٹ کو عوام کے خاطر بنایا گیا ہے تو implementation کی ضرورت ہے کہ اِس پر سختی سے۔یا جیسے تعلیم کا میں نے اسکول کا آپ کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! میں نے شیئر کیا کہ آپ یقین کریں ہمارے اسکولوں میں چاک اور ٹاٹ نہیں ہیں۔میں نے بجٹ تجاویز غالباً عید سے دو، تین دن پہلے میں نے سی ایم صاحب کو اپنی طرف سے تجاویز دی تھی کہ ہم سب سے پہلے جو جیسے ابھی ہمارے ہیلتھ اور اسکول، ایجوکیشن سیکٹر میں جو رکھے گئے ہیں جیسے منسٹر ایجوکیشن بیٹھی ہوئی ہیں کہ ہماری ہیلتھ اور اسکولز اِن کو آپ solarization کی طرف شفٹ کریں۔آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! جب operation cases ہو جاتے ہیں بجلی نہیں ہوتی ۔ Hospitals میں جنریٹر ہیں لیکن تیل نہیں ہے۔اگر Hospital کا ایم ایس بیٹھا ہوتا ہے کہتا ہے میرے پاس فنڈ نہیں ہے جیسے اصغر رند صاحب نے کہا کہ ایک order issue ہوا تو اُس کے بعد corrigendum پر جی نام ٹھیک نہیں ہے اُس میں مطلب کئی مہینے لگیں۔وہ کام نہیں ہوسکا تو میری request سی ایم صاحب سے یہ ہے کہ آپ ہیلتھ، ایجوکیشن جو alarming sign جو alarming ہماری ایجوکیشن ہے ہیلتھ ہے اِن چیزوں کو آپ focus کریں کہ اِن کو آپ solarization پر shift کریں ٹوٹل بلوچستان کے فیز وَن میں کریں فیز ٹو میں کریں۔کم از کم ہمارے اسکولوں میں جو شدید گرمیوں میں بچے پڑھتے ہیں پرائمری

سیکشن ہے مڈل سیکشن ہے تو جو Hospitals ہیں اِن کو آپ solarize دیں ٹوٹل بلوچستان کے۔ میں کہتا ہوں شاید اگر اِس بجٹ میں next میں یہ شاید پانچ سالوں میں ہم اسکو complete کر سکیں۔ اور باقی جناب اسپیکر صاحب! میری request ہے سی ایم صاحب آئے ہیں شاید ڈسٹرکٹ نوشکی انہوں نے دیکھا ہے کئی دفعہ ہمارا ڈسٹرکٹ نوشکی تقریباً کوئی اڑھائی لاکھ سے پاپولیشن ہماری زیادہ ہے۔ ہمارا ڈسٹرکٹ نوشکی ایک ہی ضلع ہے ہمارا ایک ہی تحصیل ہے۔ شاید میرے خیال میں پاکستان میں اور جگہے بھی ہوں لیکن نوشکی واحد ایک ہی تحصیل ہے کہ ضلع ہے تو میری گزارش سی ایم صاحب سے یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ نوشکی میں ڈاک، انام بوستان ہمارے جو افغانستان بارڈر کے ساتھ کافی بڑی آبادی ہے وہاں کی، دو یونین کونسل ہیں اور بڑی یونین کونسل ہیں ڈسٹرکٹ چاغی تک چلی جاتی ہیں۔ تو ڈاک، انام بوستان ہمیں ایک تحصیل دیں۔ تبدیلی یا changes یا ترقی جو ہم کہتے ہیں انہیں چیزوں سے ہیں، jobs اگر آجائیں تو انہیں چیزوں سے آجاتی ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ مَل اور احمد وال جو یہ بھی ڈسٹرکٹ چاغی کے ساتھ جا کر ملتی ہیں، دو یونین کونسل ہیں ہمیں مَل اور احمد وال، ڈاک، انام بوستان پر کم از کم دو تحصیل میری request ہے سی ایم صاحب سے میں اُن کو نوشکی آنے کی دعوت دیتا ہوں وہ نوشکی آئیں جس طرح انہوں نے بجٹ دیا ہے اسی طرح ہم نے کوشش کی کہ اِس بجٹ کو چونکہ اپوزیشن سے میں belong کرتا ہوں۔ اپوزیشن میں ہوں لیکن میری کوشش رہی کہ جی ایجوکیشن سیکٹر اور ہیلتھ سیکٹر یا صاف پانی کی فراہمی یا examination hall اسکولز میں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ دو تحصیلوں کی نوشکی کے لیے سی ایم صاحب اعلان کریں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ نوشکی میں ابھی کی ڈیمانڈ نہیں ہے بہت پرانی ہے۔ تو باقی ساتھیوں نے میری بات کی، تنقید برائے تعمیر، تو انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے، future انسان ہمیشہ کوشش کرے bright future کی سوچ میں ہو politics ہو یا بزنس ہو لیکن سی ایم صاحب کے ساتھ بلوچستان کی تعمیر و ترقی کے لیے خوشحالی کے لیے ہم انشاء اللہ step by step یہی سمجھیں گے کہ ہم اُن کے ساتھ ہوں گے اور ریکوڈک کے حوالے سے میں request کروں گا کہ ریکوڈک اتنا بڑا پراجیکٹ ہے کہ اُس میں اگر سی ایم صاحب بلوچستان ٹوٹل جو صوبہ ہے ہمارا۔ میں نہیں کہوں گا ٹھیک ہے میں neighbour district ہوں میر شعیب خان neighbour district سے belong کرتے ہیں۔ تو اُس میں کم از کم بلوچستان کے بیروزگار نوجوانوں کو شاید میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاکھوں بیروزگار جناب اسپیکر صاحب! وہ adjust ہو سکتے ہیں ریکوڈک میں۔ چونکہ بہت بڑا projects start ہونے والا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے لیے یہ جو game changer ہے، یہ ثابت ہو۔ thank you جی۔

(شام 5 بجکر 45 منٹ پر اذان عصر کی اسمائے مبارک سے دل منور، اور چہرہ پرُنور رہوا)

جناب اسپیکر: جی بادینی صاحب! آپ کچھ مزید کہیں گے یا بس۔

میر غلام دستگیر بادینی: سر! میں صرف یہ request کروں گا کہ بارڈری ایریا کا بھی میں نے ساتھ ساتھ ذکر کیا تھا میں وہ آخر میں windup کر رہا تھا تو رہ گیا مجھ سے کہ جیسے میں نے آپ سے کہا کہ لاکھوں لوگ ہمارے بارڈر سے connected ہیں چھوٹا موٹا کاروبار ہو رہا ہے۔تو میری گزارش یہ ہے کبھی یہ ٹیکس کبھی وہ ٹیکس۔تو بارڈر کے لوگوں کو جس طرح ہمارے ساتھی رحمت صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی بارڈر پر بسنے کے باوجود وہ سونے کے پہاڑ پر بیٹھنے کے باوجود ہمارے لوگ ابھی تک بیروزگار ہیں۔میری request یہ ہے کہ بارڈر سے related یا بارڈر کے ساتھ بسے ہوئے لوگ۔۔۔

جناب اسپیکر: done ہے۔

میر غلام دستگیر بادینی: آپ بھی اسپیکر صاحب! وہاں سے belong کرتے ہیں اور ہم بھی کرتے ہیں۔تو اِس کاروبار کو کم ازکم لوگوں کو لاکھوں لوگوں کو کرنے دیا جائے۔thank you

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے thank you, thank you اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 26 جون 2024ء بوقت شام 4:00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5 بجکر 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆